۲۶؍ مئی ۱۹۱۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح کا دوسرا خطبہ بعد علالت

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس قدر جوش حضرت امیر المومنین کے دل میں ہے کہ باوجود اس قدر شدید گرمی اور ضعف کے آپ ۲۶ مئی کے جمعہ میں جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔ (ایڈیٹر)

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ: ۱۷۸)۔

انسان پر جناب الٰہی نے بڑے بڑے کرم، غریب نوازیاں اور رحم کئے ہیں۔ اس کے سر سے لے کر پاؤں تک اس قدر ضرورتیں ہیں کہ یہ شمار نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ

اللّٰہِ لَاتُحْصُوْھَا (ابراھیم:۳۵) اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور غریب نوازیوں کا مطالعہ کرو تو کیا گن سکتے ہو؟ ایک بال جوان کا سفید ہو جائے تو گھبرا اٹھتا ہے اور حجام بلا کر نوچ ڈالتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیسی نعمت ہے۔ پھر کھانے پینے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کھانا غریب سے غریب آدمی کے سامنے بھی جو آتا ہے تو دیکھو کہ وہ پانی' غلہ' نمک کہاں کہاں سے آیا ہے اور اگر دال' گوشت' چاول بھی میز پر آجاوے تو دیکھو کہاں کہاں کی نعمت ہے اور ہر ایک کا جدا جدا مزا ہے۔ پھر ہوا' روشنی وغیرہ کوئی ایک نعمت ہو تو اس کا شمار اور ذکر ہو۔ کسی نے مختصر ترجمہ کیا ہے:-

ابر و باد مہ و خورشید ہم در کار اند
تا تو نانے بکف آری و غفلت نکنی

سورج' چاند کو دیکھتے ہیں۔ بادل اور ہوا کو دیکھتے ہیں۔ یہ سب تیری روٹی کے فکر میں ہیں۔ پھر جس کا کھائیں اور حکم نہ مانیں تو یہ نمک حرامی ہوئی یا کچھ اور؟ کوئی کسی کا نوکر ہو' اگر وہ آقا کی فرمانبرداری نہیں کرتا تو وہ نمک حرام کہلاتا ہے۔ پھر کس قدر افسوس ہے انسان پر کہ اللہ تعالیٰ کے لاانتہا انعام واکرام اس پر ہوں اور وہ غفلت کی زندگی بسر کرے۔ دو قسم کے لوگ دنیا میں ہیں۔ ایک کامیاب ہوتے ہیں' فاتح اور ملکوں کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ صحابہ پر بھی وہ وقت آیا۔ اس لئے فرمایا لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ۔ آجکل جو مشرق و مغرب کی طرف منہ کر رہے ہو جدھر توجہ کرتے ہو جناب الٰہی دستگیری کر رہا ہے اور خدا کی توجہ بھی اسی طرف ہے۔ پس یاد رکھو ہماری مہربانیوں سے آرام پاتے ہو اگر وہ باتیں جو ہم بیان کرتے ہیں تو تمہارا فاتح ہونا اور دلدار ہونا کچھ کام نہیں آئے گا۔[1] وَ لٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ نیک تو وہ شخص ہے یا نیکی تو اس شخص کی ہے جس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔ ایمان کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی کامل صفات کو مان لینا۔ پھر جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے اور اپنے آپ کو اسی کے قبضہ قدرت میں یقین کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسی کا ہو جاتا ہے۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ کسی چیز پر ایمان' وہ بری ہو یا بھلی اس کی پہچان کیا ہے؟ بھلی چیز پر ایمان ہو تو اس کے لینے میں مضائقہ نہیں کرتا۔ مثلاً کھانا آتا ہے اور بھوک ہو تو اس کے لینے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ لیکن اگر بجائے کھانے کے آگ سامنے رکھ دی جاوے تو ہرچند بھوک ہو مگر چونکہ جانتا ہے کہ یہ آگ ہے' ہاتھ اس کی طرف اٹھتا ہی نہیں۔ میرے جیسی فطرت تو آگ کو تاپنا

---

[1] نقل مطابق اصل

بھی پسند نہیں کرتی۔ بارہا میں نے سنایا ہے کہ اگر پانچ سو اونٹ کی قطار ہو تو ایک لڑکا بھی ان کی نکیل پکڑ کر لئے جاتا ہے۔ لیکن اگر اسے کنوئیں میں دھکیلنا چاہو تو پانچ سو آدمی بھی ایک اونٹ کو پکڑ کر کھینچیں تو وہ آگے نہیں بڑھتا۔ پس اسی طرح پر اگر انسان کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیسی قادر' رحیم' علیم' خبیر' رب' رحمان' رحیم اور مالک یوم الدین اور وہ شہنشاہ احکم الحاکمین ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہر وقت یہ خواہش نہ ہو کہ اسے راضی کیا جاوے۔ پھر اس نے اپنے رسولوں کی معرفت بتا دیا ہے کہ وہ کسی بدی پر راضی نہیں۔ میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص ایمان حقیقی رکھ کر سب نبیوں کی مشترکہ تعلیم کی خلاف ورزی کیوں کرتا ہے؟ کیا کسی بھی نبی کی تعلیم ہے کہ جھوٹ بولیں' دنیا کے حریص ہوں' کاہل بدمعاشوں سے تعلق پیدا کریں؟ خدا تعالیٰ اس کو کبھی پسند نہیں کرتا اور ان تمام بدیوں سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ پر ایمان ہو۔

پس جو شخص مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ کا مصداق ہو وہ تمام نیکیوں کا گرویدہ اور بھلائیوں کا پسند کرنے والا ہو گا۔ اگر اس طرح یہ سمجھ نہیں آتا تو ایک اور راہ ہے جس پر چل کر انسان بدیوں سے بچ سکتا ہے۔ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ یوم آخرت پر ایمان ہو کہ بدیوں کی سزا ملے گی اور نیکیوں کا بدلہ نیک ملے گا۔ اگر انسان جزائے اعمال کو مانتا ہو اور اسے ایمان ہو تو وہ بدیوں سے بچ جاتا ہے۔ ایک شریف الطبع انسان کو کہہ دیں کہ دو روپیہ دیتے ہیں' بازار میں دو جوتے لگا لینے دو' وہ کبھی پسند نہیں کرے گا۔ پھر یوم آخرت میں کب کوئی گوارا کر سکتا ہے۔ پس اس پر ایمان لا کر بدی نہیں کر سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک نوکر اپنے فرض منصبی میں سستی کر کے تنخواہ پا سکتا ہے۔ ایک اہل حرفہ دھوکہ دے کر قیمت وصول کر سکتا ہے۔ ایک شخص دوست کو دھوکہ دے کر آؤ بھگت کرا سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے لیکن اگر آخرت پر ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر ان اعمال کی جوابدہی کرنا ہے تو ایسا عاقبت اندیش بدی کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ ایک لڑکا جو قلاقند کھاتا ہے اور باپ کو کہتا ہے کہ نب لئے تھے یا کاپی لی تھی' وہ سوچ لے کہ اس کا انجام کیا ہو گا؟ ایسا ہی جو لڑکا اپنے ہاتھوں سے اپنے قوائے شہوانی کو تحریک دیتا ہے' اس کا نتیجہ لازمی ہے کہ آنکھ اور دماغ خراب ہو جاوے۔ ہر ایک کام کے انجام کو سوچو!

پھر نیکی کی تحریک کے لئے ملائک بڑی نعمت ہیں۔ وہ انسان کے دل میں نیکی تحریک کرتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے کہنے کو مان لے تو اس طبقہ کے جو ملائکہ ہیں' وہ سب اس کے دوست ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (حم السجدہ:۳۲) ایسی پاک مخلوق کسی کی دوست ہو اور کیا خواہش ہو سکتی ہے؟ پھر ایمان بالکتاب ہے اللہ کے فرمان اور حکم نامہ سے بڑھ کر کیا حکم

نامہ ہو گا۔ بہت سے افعال ہیں جن کی بابت لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ قانون' قاعدہ اور تحریر کے خلاف ہے۔ یہاں سے کیسی نصیحت ملتی ہے کہ جب قوم' برادری اور ملکی قوانین کی خلاف ورزی اچھے نتائج پیدا نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ کی کتاب' اس کے قوانین اور قواعد کے خلاف کرکے انسان کب سرخرو ہو سکتا ہے؟ یہ تمام امور انسان کے عقائد کے متعلق ہیں۔

جب عقائد کی اصلاح ہو جاوے تو انسان کی عملی حالت پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ (البقرۃ:۱۷۸) مال کو دے کہ اس کو محبت ہے یا خدا کی محبت کے لئے رشتہ داروں کو دے۔ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا بڑے بہادروں اور پاک بندوں کا کام ہے۔ کہیں شادی غمی' ناطہ رشتہ اور سلوک بدسلوک میں رنج پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر بہت سے مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے ان سے سلوک بڑا بھاری کام ہے۔ پھر یتامیٰ سے سلوک کرو۔ مساکین جو بے دست وپا ہیں ان کی خبر گیری کرے۔ ایک جلد ساز ہے اس کے پاس تراش نہیں یا اور ضروری سامان نہیں۔ موچی کے پاس چمڑا نہیں۔ لوہار کے پاس ہتھوڑا نہیں۔ یہ سب مساکین میں داخل ہیں۔ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ مسافروں کو دو۔ پھر سَآئِلِیْنَ کو دو۔ کیا خبر ہے ان کے پاس ہے یا نہیں' تم انہیں دو۔ وَ فِی الرِّقَابِ غلاموں کے آزاد کرنے میں خرچ کرو۔ دیوانی کے مقدمات میں قیدی ہو جاتے ہیں' ان کو چھوڑانے میں خرچ کرو۔

اس کے بعد اَقَامَ الصَّلٰوۃَ اور اٰتَی الزَّکٰوۃَ ہے۔ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز اللہ کی تسبیح و تحمید ہے۔ اللہ کے حضور دعا ہے۔ اس کے حضور جھک کر عرض کرنا ہے۔ اپنے محسن مربی خصوصاً خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کے لئے دعا ہے۔ پھر زکوٰۃ ہے۔ پھر وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ پہلا اقرار تو قَالُوْا بَلٰی (الاعراف:۱۷۳) میں ہوا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتا ہے تو چوری کیوں کرتا ہے؟ بدذاتی کیوں کرتا ہے؟ جاہل ہے' پھر مسلمان کہلا کر اسلام کے دعویٰ سے تمام نیکیوں کا اقرار کرتا ہے۔ اَلْبَاْسَآءِ انسان کو بیماری میں مشکلات آتے ہیں۔ مجھ پر تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا ہے۔ مجھے تو پتہ بھی نہیں لگا۔ گویا سویا ہوا تھا بیدار ہو گیا۔ مومن اور نیک مرد وہی ہیں جو بیماری' غریبی میں نافرمان نہیں ہوتے۔ مقدمات میں سچائی کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ یہی لوگ راستباز اور متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں متقی کرے۔ جس قدر مجلس میں بیٹھے ہیں خدا ان سے راضی ہو اور ناراض نہ ہو۔ تم بھی خدا تعالیٰ سے راضی ہو اور وہ دستگیری کرے۔ کبھی اس کا شکوہ نہ کرو۔

خطبہ ثانیہ

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ انصاف کرو یہ اللہ کا حکم ہے۔ دیکھو اگر تم کسی کو روپیہ دو اور وہ دھوکہ دے کر لے' کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی تمہارے ساتھ دھوکہ کرے؟ تم کسی کو ملازم رکھو اور وہ سستی سے کام کرے تو کیا تم پسند کرتے ہو؟ اگر نہیں تو پھر تم دوسروں کے ساتھ کیوں بدی کرتے ہو؟ میں نے دیکھا ہے سردی کا موسم ہے اور سرد ہوا چل رہی ہے۔ بوندا بوندی ہو رہی ہے۔ ایک مزدور چوکیدار کہتا ہے۔ خبردار ہوشیار۔ وہ باہر پھرتا ہے۔ پھر کیسی افسوس اور تعجب کی بات ہے کہ وہ چند پیسوں کے لئے اتنا محتاط اور اپنے فرض کو ادا کرتا ہے اور ہم خدا کے بے انتہا فضلوں کو لے کر بھی تہجد کے لئے نہ اٹھیں۔ پھر کوئی ہمیں گالی دے' بہتان باندھے تو ناپسند کرتے ہیں۔ پھر دوسروں پر کیوں بہتان باندھیں۔ دوسروں کے گھر کی فحش باتیں کیوں سنتے ہو؟ پھر تاکید ہے إِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى۔ بھائی ہے' بہن ہے' چچا ہے' ماں باپ اور بیوی کے رشتہ دار۔ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ جو بدیاں تمہاری ذات میں ہیں یا دوسروں پر اثر کرتی ہیں' ان سے رکو۔ پھر بغاوت سے منع کیا۔ بادشاہوں اور حکام کی مخالفت نہ کرو۔ یہ باتیں کیوں سکھاتا ہے؟ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:۲۲)۔

تم جانتے ہو کہ میں کس تکلیف سے آیا ہوں۔ صرف تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ جس کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہوں وہی بہتر بدلہ دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری طبیعت تو ایسی بنائی ہے کہ تمہارے اٹھنے اور سلام کا بھی روادار نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ تم متقی بنو۔ آمین

(الحکم جلد ۱۵ نمبر ۲۱'۲۲ ـــــــ ۷'۱۴/ جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۶)

☆-☆-☆-☆